www.KitaboSunnat.com

لینا بھی آپ نے ضروری سمجھا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ ایک عیسائی شخص جو اپنی بیوی کے ہمراہ اسلام لانے کے لئے مدنی صاحب کی رھائش گاہ پر آیا تو آپ نے مناسب سمجھا کہ دونوں میاں بیوی مسلمان ہو کر آپ کے ساتھ جمعہ پڑھیں۔ جب گھر میں آپ نے بات کی تو عیسائی عورت نے کہا کہ وہ آج کل نماز پڑھنے کی حالت میں نہیں ہے۔ چنانچہ مدنی صاحب نے مرد کو غسل کروا کر ہمراہ لیا اور کلیۃ الشّریعۃ کی جامع مسجد میں چلے آئے۔ آغاز خطبہ سے قبل ہی آپ نے مذکورہ عیسائی کو مسلمان کیا، جب کہ اس سے قبل اُسے کافی وعظ و نصیحت بھی کی جا چکی تھی۔ منبر پر کھڑے ہونے سے قبل جب آپ نے اس نومسلم کو اپنے ساتھ جمعہ پڑھنے کو کہا تو اس نے معذرت شروع کر دی کہ اس جمعہ کی اُسے چھٹی دے دی جائے۔ کیونکہ وہ اپنے بچے کی بیماری کی وجہ سے بہت پریشان ہے۔ حالانکہ اس سے قبل وہ کافی دیر پرسکون انتظار بھی کرتا رہا۔ لیکن مدنی صاحب کے اصرار کے باوجود وہ جمعہ پڑھے بغیر چلا گیا تو جمعہ ختم ہونے کے بعد جب مدنی صاحب واپس گھر آئے تو وہ اُن کے گھر پر ہی بیوی سمیت موجود تھا۔ یہ واقعہ جہاں نئے مسلمان ہونے والوں کے رویّوں کی نشاندہی کرتا ہے وہاں نام کے مسلمانوں کے لئے عبرت ہے کہ آج اسلام کا کلمہ کتنا ھلکا ہو گیا ہے کہ مسلمان لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کرنے کے باوجود اپنے اوپر کوئی ذمہ داری نہیں سمجھتا۔

بہرصورت خطبہ ھذا کا ابتدائی حصہ جہاں انفرادی قول و قرار کی ذمہ داریوں کے لئے اہمیت کو اجاگر کرتا ہے وہاں اجتماعی طور پر پاکستانی معاشرے اور حکومت کو قیام پاکستان کے نظریہ کی یاد دلاتا ہے۔ کہ کہیں معاشرہ میں دھشت گردی اور سیاسی ابتری اللہ تعالیٰ کا وہ عذاب ہی نہ ہو جو قوموں کی بے وفائی پر ان کا مقدر ہوتا ہے۔

فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ   ادارہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبۂ مسنونہ

أَمَّا بَعْدُ: فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ○ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ○

(الأنفال/۲۴، ۲۵)

دُنیا میں انسانوں کے باہمی معاملات میں معاہدے اور اقرار نامے ہوتے ہیں۔ ان اقرار ناموں اور معاہدوں کا بہت خیال کیا جاتا ہے۔ اور جو لوگ اپنے اقرار کا پاس نہیں کرتے انھیں بہت ہلکا سمجھا جاتا ہے اور معاشرے میں اُن کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔ لیکن انسانوں کے باہمی معاہدوں اور عہد و پیمان کی نسبت اللہ اور اس کے رسول سے معاہدہ بہت بڑی چیز ہے۔ جب کوئی شخص اللہ سے عہد باندھتا ہے اُس کے رسولؐ سے کوئی وعدہ کرتا ہے اور اس کے بعد اُس وعدے پر پورا نہیں اترتا تو پھر اللہ تعالیٰ بہت رنجیدہ ہوتے ہیں۔ اللہ کے غضب سے ڈرنا چاہیے کیونکہ اللہ ہر چیز پر غالب ہے۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام کے ساتھ بنی اسرائیل کے ایک ایسے ہی عہد و پیمان کا ذکر قرآن مجید میں ہے کہ عیسٰی علیہ السلام سے انھوں نے کہا کہ آسمان سے ہمارے لئے ایک دسترخوان اُترے جس میں طرح طرح کے کھانے ہوں۔ اور ہمارے بعد ہماری اولادوں کے ساتھ یہ سلسلہ چلتا رہے تو پھر ہم اللہ پر ایمان لائیں گے۔

عیسٰی علیہ السلام نے اُن کے اس مطالبہ کو صحیح تو نہ سمجھا لیکن اُن کی طرف سے اس صفائی کے بعد کہ مقصد صرف عین الیقین اور برکت کا حصول ہے، عیسٰی علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے ان کا مطالبہ پورا کرنے کی درخواست کی۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اُن کے اس مطلبے کے جواب میں نافرمانی کی سزا کا بھی ذکر کیا ہے۔ ارشاد ہے:

قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں ضرور دسترخوان اتار دوں گا جس پر پہلوں اور پچھلوں کے لئے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہترین کھانے ہوں گے۔ اور بار بار یہ سلسلہ اُن کے ساتھ چلتا رہے گا۔ لیکن کان کھول کر سن لو!

فَمَنْ يَكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَإِنِّيْٓ أُعَذِّبُهُ عَذَابًا لَّآ أُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿ (المآئدۃ: ۱۱۲-۱۱۵)

"اگر اس کے باوجود تم میں کسی نے کفر کیا تو اُسے ایسی سزا دوں گا جو کل جہانوں میں سے کسی کو نہ دی جائے گی"

اللہ تعالیٰ سے ایسے عہد و پیمان جب اجتماعی طور پر کئے جائیں تو وہ عہد و پیمان بڑے عظیم ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی ایک فرد کو معاف کر دیتے ہیں لیکن قوموں کی اجتماعی غلطیاں اللہ تعالیٰ کے ہاں ناقابلِ معافی ہوتی ہیں۔

ہم نے اگرچہ آدم علیہ السلام کی اولاد ہونے کے ناطے وہ اقرارِ توحید تو اللہ تعالیٰ سے کر رکھا ہے جو اپنی پیدائش سے بھی پہلے اللہ سے عہد و پیمان باندھا تھا۔ اور اس کا ذکر قرآنِ مجید میں یوں ہے:

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ (الأعراف: ۱۷۲)

لیکن اس کے بعد بھی یہ ہمارے اسی عہد و پیمان کی توثیق میں سے ہے۔ جب کوئی شخص منہ سے کلمہ طیبہ پڑھ لیتا ہے، اس طرح کلمے کی ادائیگی ہمارا بہت بڑا اعلان ہے، یہ اتنا بڑا اعلان ہے کہ اس کلمہ کے پڑھنے کے ساتھ ہی ہمارے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں، یہ گناہ کتنے ہی بڑے کیوں نہ ہوں۔

دنیا میں گناہ تو انسانوں سے بے شمار ہوتے ہیں، اور ان گناہوں کی تمام صورتیں اگرچہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی ہی ہوتی ہیں جو کسی نہ کسی درجے میں اس اقرارِ توحید کے منافی ہوتی ہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی اس حد تک کرے کہ آپ کو گالیاں نکالے یا کسی طرح آپ کی توہین کرے تو یہ اتنی بڑی بغاوت ہے کہ یہ قابلِ معافی نہیں۔

ایک شخص مرتد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا۔ اس سے پہلے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مذمت کیا کرتا تھا۔ اُس نے کہا: میں دوبارہ مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ اُسے لانے والے حضرت عثمانؓ بن عفان تھے۔ پھر دوسری مرتبہ اُس نے کہا کہ میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پھر خاموش رہے۔ اُس نے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری مرتبہ کہا: میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کا کلمۂ عہد لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سن کر اُس کا اسلام قبول کر لیا۔ یہ شخص مسلمان ہونے کے بعد چلا گیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے میرے صحابہؓ! جب میں خاموش رہا تم نے اپنا کام کیوں نہیں کر دکھایا، تم اسے ختم کر دیتے"۔

یعنی مرتد ہو کر اُس نے اتنا عظیم گناہ کیا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا اسلام بھی قبول کرنے کو تیار نہ تھے۔ جب تین مرتبہ اصرار کر کے اُس نے کہا تو آپؐ نے اُس کا اسلام قبول کیا۔ یہ غالباً عبداللہ بن ابی سرح کا واقعہ ہے۔ گویا اسلام چھوڑنے کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ارتداد کی ارذل ترین شکل ہے، جس کی معافی بھی مشکل ہے۔ اِسے معاف کرنے کے لئے ایک ہی صورت ہے کہ وہ شخص بار بار اصرار کرتا ہے تو اُسے معاف کر دیا جائے۔

دیکھئے کہ اسلام کتنی بڑی چیز ہے کہ اس کلمہ کے پڑھتے ہی سب کچھ معاف ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالی ہوئی گالیاں بھی معاف ہو جاتی ہیں۔ یعنی اسلام لانے کے علاوہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو آپؐ کی توہین کو معاف کر سکے۔ اسلام لانے سے آپؐ کی واضح اور صریح توہین بھی معاف ہو جاتی ہے۔

اسلام لانا بہت بڑی چیز ہے۔ حدیث رسولؐ ہے:

اَلْاِسْلَامُ یَجُبُّ مَا قَبْلَہٗ۔ یعنی اسلام لانے سے پہلے جو کچھ اُس نے کیا وہ سب معاف ہو جاتا ہے۔ تو دنیا میں انسان کا "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" زبان سے پڑھ لینا کوئی چھوٹی چیز نہیں ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ یہ ایک کلمہ ہی ہے لیکن دنیا میں اس سے بڑھ کر اور کیا ہے۔

اس کی دوسری مثال ہماری معاشرتی زندگی سے لیجئے کہ مرد اور عورت نکاح سے پہلے دو الگ الگ اجنبی فرد ہیں، حتیٰ کہ ان کا آپس میں تنہائی میں علیحدہ ہونا بھی جائز نہیں ہے۔ بلکہ عام حالات میں گفتگو بھی بہتر نہیں۔ حتی الوسع ایک دوسرے سے دور رہنا چاہئے۔ لیکن عقد نکاح صرف دو کلمے ہیں کہ ایک کلمۂ ایجاب سے مرد کو پیشکش ہوئی۔ دوسرے کلمہ سے اُس نے قبول کر لیا۔ یعنی نکاح خواں کی طرف سے اُسے کہا گیا کہ یہ عورت تمہارے نکاح میں دیتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

—— اس نے کہا میں قبول کرتا ہوں۔ اس ایجاب و قبول کے ساتھ ہی تمام حدیں ختم ہوگئیں۔ اب وہ ایسے ہوگئے جیسے جسم اور لباس کا تعلق ہے۔

دنیا میں انسان اپنی زبان کے ساتھ ہی ہے۔ یہ زبان بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ انسان کے دیگر جسمانی حصوں کا نقصان کیا جاتا ہے تو اس کے لئے تاوان (خون بہا) کی چھوٹی مقداریں ہیں مگر زبان پورے انسان کے برابر ہے۔ یعنی اگر کسی کی زبان کاٹ دی جائے تو اس کا خون بہا پورے انسان کے قتل کے برابر ہے۔ گویا زبان پورے انسان کے قائم مقام ہے۔

حاصل یہ ہے کہ زبان سے کوئی کلمہ کہہ دینا بہت بڑی چیز ہے۔ اسی ایجاب و قبول کی اہمیت کا اندازہ ایک دوسرے رخ سے کیجئے۔ جب انسان اس کو اتنا بے قدر کردے تو اس شخص کو یہ حق بھی نہیں رہ جاتا کہ وہ دنیا میں رہے۔ توجہ کیجئے کہ دنیا میں جب غیر مرد اور عورت ناجائز جنسی تعلقات قائم کرتے ہیں تو اس کی سزا سنگسار جیسی کیوں ہے؟ وجہ یہی ہے کہ جسے عقد نکاح کہتے ہیں کے بعد اب اس شخص کو پورا اندازہ ہوگیا ہے کہ زبان سے اقرار کتنی اہمیت رکھتا ہے۔ اگر اس شخص نے پھر بھی کسی عورت کے ساتھ جنسی تعلقات قائم کئے تو اس کی سزا صرف قتل ہی نہیں بلکہ اسے پتھر مار مار کر ختم کردیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک فرمان میں شادی شدہ کو لفظ "شیخ" سے بیان کیا ہے۔ عربی زبان میں شیخ کہتے ہیں ایسے شخص کو، جس کا کوئی بھی معیاری مقام بن جائے۔ مثلاً کسی کا معاشرے میں اعلیٰ علمی مقام ہو تو اسے شیخ کہتے ہیں۔ عمر کے اعتبار سے انسان پختہ ہوکر اسے جب بہت تجربہ حاصل ہوجائے تو اسے بھی شیخ کہتے ہیں۔ اسی طرح شادی ہوکر مکمل زندگی کا تجربہ حاصل ہوجائے تو اسے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ "شیخ" سے تعبیر کیا ہے۔

لغت کی مشہور کتاب "القاموس" میں الشیخ للزوجۃ زوجھا "بیوی کے خاوند کو "شیخ" کہتے ہیں۔ اسی طرح قبیلوں کے سربراہ ہوتے ہیں انہیں بھی "شیخ" ہی کہتے ہیں۔ مختلف امارتوں کے جو امیر ہوتے ہیں انہیں بھی "شیخ" کہتے ہیں۔ مثلاً متحدہ امارات کے اندر سات ریاستیں ہیں۔ سات ریاستوں میں ہر ریاست کے حکمران کو "شیخ" کہتے ہیں حاصل یہ ہے کہ خاوند کو "شیخ" اس لئے کہا جاتا ہے کہ جس نے جان لیا کہ نکاح جیسا تعلق کتنا اہم ہے؟ اس کے بعد اس کی سزا بڑی سنگین ہوگی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافق کی ایک علامت یہ ہے کہ زبان سے ایک بات کہے اور اس کے بعد اس کی کوئی پرواہ نہ کرے۔ ہم لوگ اُسے بہت معمولی سمجھتے ہیں کہ کسی کے ساتھ کوئی وعدہ کر لیا کہ فلاں وقت تم سے ملاقات ہوگی۔ اس کے بعد وعدے کا کوئی پاس نہیں۔ ہم یہ تو نہیں کہتے کہ وہ اسلام سے خارج ہو گیا لیکن خطرہ یہ ہے کہ اگر تین چار صورتیں جمع ہو جائیں پھر تو واقعی خالص منافق ہو جائے گا۔ ایک یہ کہ جب بات کرے تو جھوٹی کرے۔ دوسری یہ ہے کہ جب وعدہ کرے تو خلاف کرے۔ اسی طرح امانت رکھی جاتے تو خیانت کرے۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب کسی سے لڑائی کرے تو گالی بکے۔ لیکن اگر اس کے اندر ایک بُرائی ہے تو اُس کے اندر نفاق کی ایک علامت موجود ہے۔

اس لئے زبان سے کسی چیز کو ادا کر لینا بہت بڑی بات ہے۔ ہمارے آپس کے معاملات اسی پر چلتے ہیں۔ ایک چیز میری ملکیت ہے، دوسرا شخص اس کے لئے سودا کرتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ میں نے یہ چیز تمھیں بیچ دی، اس نے خریدنے کا اقرار کیا اور وہ اُس کا مالک بن گیا۔ لہٰذا اس منہ بولنے کی معاملات میں اصل اہمیت ہے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: تین چیزوں کے اندر بہت محتاط رہو کہ اُن کی سنجیدگی تو سنجیدگی ہے اور ان کا مزاح بھی سنجیدگی کا حکم رکھتا ہے۔ وہ تین چیزیں یہ ہیں:۔

۱۔ نکاح کے سلسلے میں اگر غیر سنجیدہ بات ہو جائے، مثلاً ولی اپنے ماتحت بہن، بیٹی کے بارے میں کہتا ہے کہ میں تمھارا اس کے ساتھ نکاح کرتا ہوں۔ تو اگر وہ غیر سنجیدہ طور پر بھی ایجاب و قبول کر لیں تو یہ نکاح ہو جائے گا۔

۲۔ اسی طرح خاوند نے بیوی کو غیر سنجیدہ طور پر کہہ دیا کہ میں نے تجھے طلاق دے دی تو طلاق ہو جائے گی۔

۳۔ غیر سنجیدہ صورت میں اگر کسی نے کہہ دیا کہ میں نے تجھے آزاد کر دیا تو وہ غلام آزاد ہو گیا۔ ایک دوسری روایت میں غلام کی آزادی کی بجائے طلاق سے رجوع ذکر ہوا ہے۔

فرمایا:

ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ۔

"تین چیزیں ایسی ہیں کہ اُن میں غیر سنجیدگی بھی سنجیدگی ہے اور سنجیدگی بھی سنجیدگی ہے"

عربی زبان میں ہزل کا معنی ہے کہ جیسے کوئی انسان سنجیدگی کے بغیر ایسے ہی کوئی بات کہہ دیتا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، تو ان تین چیزوں میں اللہ کے ہاں سنجیدگی شمار ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ جاری ہو جاتی ہیں۔

ہم نے آج سے تقریباً بیالیس سال قبل اللہ تعالیٰ سے ایک وعدہ کیا تھا اور وہ وعدہ معمولی نہیں۔ اس وعدے کی اتنی اہمیت اور بلندی تھی کہ وہ عرش تک پہنچا۔ اللہ تعالیٰ تو ہر چیز کو سننے والا ہے۔ لیکن وہ علی رؤس الاشہاد دنیا بھر نے سنا۔ اور پاکستان معجزے کے طور پر دنیا میں معرضِ وجود میں آیا۔ وعدہ یہ تھا کہ

"پاکستان کا مطلب کیا —— لا الٰہ الا اللہ!"

پاکستان پاک لوگوں کی زمین ہے اور پاک جگہ۔ یہاں لا الٰہ الا اللہ کی حکمرانی ہوگی۔ انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی۔ پھر اس کے بعد بار بار ہم نے اس کی توثیق کی حتیٰ کہ جب کسی کا اقتدار ڈولتا ہے، اس وقت اسے جو چیز یاد آتی ہے وہ یہی ہے کہ میں اب یہاں اسلام نافذ کرتا ہوں۔

بیشمار ایسے مواقع آئے ہیں کہ اسلام کے نام سے لوگوں نے اپنے اقتدار کو سنبھالا دیا۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہر ایک دھوکے باز ہے۔ اللہ تعالیٰ نیتوں سے واقف ہے۔ لیکن جب بار بار کوئی نعرہ لگتا ہے اور اس پر عمل نہیں ہوتا تو واقعی انسان سمجھتا ہے کہ یہ دھوکہ ہی دھوکہ ہے۔ آخری وعدہ جو ہمارے ساتھ ہوا اور جس کے متعلق دنیائے اسلام نے تیس سال کے بعد محسوس کیا کہ پاکستان واقعی اپنے مشن کو پورا کرے گا جس کی بنا پر ان کی طرف سے یہ پیشکش ہوئی کہ اگر ایسا ہوگا تو پاکستان کے لئے ہمارے وسائل وقف ہیں۔

ایک وہ وقت تھا کہ جب پاکستان بنانے کے لئے لوگوں نے قربانیاں دیں۔ کہا جاتا ہے، بیس لاکھ یا تیس لاکھ۔ اتنی بڑی قربانیاں جنھیں بیان کرنے کے لئے بھی کافی وقت درکار ہے۔ یہ انسانی جانوں کی ہی قربانی نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ بیشمار عصمتوں کی قربانی ہے۔ بات یہاں ختم نہیں ہوگئی اس کے بعد بھی لگاتار قربانیاں دینا پڑ رہی ہیں۔

مسلمانوں کے ساتھ ہمیشہ سے یہی صورت حال چلی آئی ہے کہ پاکستان جب مصیبت میں ہوتا ہے تو اس کے مخالف سب اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ جب بنگلہ دیش بنا، پاکستان کی مدد کسی نے نہ کی۔ تازہ معاملہ افغانستان کا دیکھ لیجئے جو ایک اعتبار سے پاکستان کا معاملہ بھی ہے۔ وہ یوں کہ اللہ تعالیٰ نے جنرل ضیاء الحقؒ سے جو اچھے کام کروائے ہیں ان میں سے یہ کام بڑا اہم ہے کہ افغانستان کے اندر جنرل ضیاء الحقؒ نے بڑی جرأتمندی سے مسلمانوں کی مدد کی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ یہ صرف افغانستان کا ہی نہیں ملت اسلامیہ کا مسئلہ تھا۔ اس کی اہمیت کے لئے میں آپ کو اپنے ساتھ پیش آمدہ واقعہ سناتا ہوں۔

میں بیرون ملک دورہ میں عدلیہ کے اعلیٰ ذمہ داران کے ساتھ ایک مسلمان ملک کی بڑی شخصیت سے ملاقات میں موجود تھا اس وقت ضیاء الحق ابھی زندہ تھے کہ اُس نے کچھ نازک سوالات کئے جن میں ایک سوال یہ تھا کہ پاکستان میں نفاذِ شریعت کے بارے میں جنرل ضیاء الحق کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے، کیا ضیاء الحق واقعی سنجیدہ ہے؟ یہ لوگ چونکہ عدلیہ کے ذمہ دار تھے اس لئے بہت محتاط گفتگو کر رہے تھے۔ لہٰذا محتاط جواب دیا۔ جس میں امید کے ساتھ تاخیر کی کمزوری کا اعتراف بھی تھا اس پر ہمارے میزبان جذباتی ہو گئے اور کہا کہ "ضیاء الحق کے دو کام اتنے عظیم ہیں کہ ضیاء الحق کی جنت کیلئے وہی کافی ہیں۔ چونکہ میں نے روایت مکمل کرنی ہے اس لئے دونوں باتیں بتائے دیتا ہوں۔

کہنے لگا کہ ضیاء الحق نے ایک کام تو یہ کیا کہ ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی دی۔ اور دوسرا کام افغانستان کا جہاد۔ گویا جہادِ افغانستان میں پاکستان کے کردار کی عظمت کا اندازہ اس واقعہ سے کیجئے جو میں آپ کے سامنے بیان کر رہا ہوں۔ صاف بات یہ ہے کہ ضیاء الحق کی دیگر کارکردگی کے بارے میں دو رائیں ہو سکتی ہیں لیکن جہادِ افغانستان کے سلسلہ میں ضیاء الحق کے اندر کا مسلمان نظر آتا ہے۔ کیونکہ اسی اسلام کی وجہ سے دنیا کی دو بڑی طاقتیں اس کے مخالف ہو گئیں تھیں۔ پہلے افغانستان کے مسئلے میں امریکہ ساتھ تھا لیکن افغانستان میں پکے مسلمانوں کی حکومت بنانے کی جب باتیں ہوئیں تو امریکہ مخالف ہو گیا۔ لیکن ضیاء الحق نے وہاں بھی اپنے صحیح مسلمان ہونے کا ثبوت دیا۔ اس کی پرواہ نہیں کی۔ کہ امریکہ کیا چاہتا ہے؟ جنرل ضیاء الحق اب اللہ کے ہاں چلا گیا ہے جو کچھ اس نے کیا ہے اور جو کچھ وہ کرنا چاہتا تھا اللہ کے پاس اس کا حساب وکتاب ہے۔ لیکن جو کام ہمیں اچھے نظر آتے ہیں ان کی تائید تو ہم لازماً کریں گے۔ ان میں ایک کام یہ بھی تھا کہ آج سے تقریباً دس سال پہلے ضیاء الحق نے ملک کے قانون کو مسلمان بنانے کے لئے جو اچھے اقدام اٹھائے ان میں سے ایک وفاقی شرعی عدالت بنائی جس کی ذمہ داری یہ ہے کہ پاکستان کے تمام قوانین کو کتاب وسنت پر پرکھا جائے کہ کونسی چیز اسلام کے مطابق ہے اور کونسی چیز اسلام کے مطابق نہیں ہے۔ جب ضیاء الحق نے اپنے اس ارادہ کا اعلان کر دیا۔ جو غالباً یکم جنوری ۱۹۷۹ء کو کیا گیا۔ اس کے بعد کچھ لوگوں نے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضیاء الحق کو ڈرانا شروع کر دیا کہ تم نے یہ کیا کیا ہے۔ تم نے بڑی غلطی کی ہے۔ پورے ملک کے اندر بحران پیدا ہو جائے گا۔ اس طرح نظام چلانا بہت مشکل ہو گا۔ لہٰذا انھوں نے ضیاء الحق ہی کے ہاتھوں ملکی نظام کے اہم حصوں کو کتاب و سنت کی نگرانی سے مستثنیٰ کرا دیا۔

اُن میں سے ایک تو ہمارا بنیادی قانون دستور ہے اُسے مستثنیٰ کر دیا گیا۔ شخصی قوانین جن میں نکاح طلاق وصیت وغیرہ آتے ہیں، ان کو بھی الگ کر دیا۔ قانون پر عمل درآمد کا طریق کار جسے قانون ضابطہ کہتے ہیں اُسے بھی علیحدہ کر دیا گیا۔ اسی طرح ہمارا مالیاتی نظام جسے سرمایہ دارانہ نظام کہہ سکتے ہیں جیسے سود ٹیکس وغیرہ، ان کے بارہ میں ایک مدت مقرر کر دی گئی کہ تین سال کے بعد اس پر غور ہو سکتا ہے۔ لیکن باقی قوانین کے بارہ میں وفاقی شرعی عدالت بنا کر اُسے اختیار دے دیا گیا۔ یہ ابتدائی دور کی بات ہے۔

۱۹۸۰ء میں مزید دباؤ پڑا تو ضیاء الحق ؒ نے اس کے لئے دس سال کی مدت مقرر کر دی اب وہ دس سال کی مدت بھی ۲۵/جون ۱۹۹۰ء کو پوری ہو رہی ہے۔

اب ہماری موجودہ حکومت کو جو بڑی فکر لاحق ہے وہ یہی ہے کہ ضیاء الحق ؒ کے دس سال ختم ہو رہے ہیں۔ ضیاء الحق ؒ اب قبر میں ہے۔ لیکن کہتے ہیں کہ بعض لوگ ایسے قدم اُٹھا جاتے ہیں کہ وہ پھر قبر میں بھی مصیبت بن جاتے ہیں۔ پہلے یہ سارا کچھ مارشل لا کے زور پر تھا، اس کے بعد آٹھویں ترمیم کے ذریعے اُسے مستقل کر دیا گیا۔ اب وہ ہمارے دستور کا حصہ ہے 3 — A کی صورت میں۔

اب ۲۵/جون کو وہ دس سال کی مدت پوری ہو رہی ہے۔ صرف مالیاتی قوانین کے متعلق۔ باقی چیزوں کا وہی حال رہے گا یعنی Constitutional Law پہ کتاب و سنت کی روشنی میں غور نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح Procedural Laws ہوں یا Personal Laws ان پر بھی غور نہیں ہو سکتا۔

ان سب کو کتاب و سنت کی روشنی میں پرکھا نہیں جا سکتا ہے۔ لیکن مرکزی حکومت کو بڑی فکر یہ ہے کہ اگر مالیاتی قوانین ہی قرآن و سنت کے زیرِ غور آ گئے تو انھیں اپنی عیاشیوں کے لئے ٹیکس لگانے ہیں وہ ٹیکس کیسے وصول ہوں گے۔ چند روز بعد بجٹ کا مسئلہ ہے اس طرح وہ اب صوبائی حکومتوں اور اپوزیشن کو یہ یاد کرا رہی ہے کہ تم بھی تو اپنے گزارہ کے لئے ٹیکس لگاتے ہو۔ اور اگر یہ مسئلہ آ گیا تو لوگ شریعت کورٹ میں چلے جائیں گے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر انھوں نے کوئی ایسی صورت پیدا کر دی اور اُلجھن پیدا ہو گئی تو ہمارے ٹیکس کہاں جائیں گے ؟

توجہ فرمائیے کہ وہ جواب تقریباً ڈیڑھ سال سے کسی لمحے بھی تھمتے نہیں۔ اُن کی لڑائی ہر معاملے میں چلی آ رہی ہے۔ حتیٰ کہ اب یہ ضد بن گئی ہے جو کام ضیاء الحق نے کئے اُسے ہر صورت میں ختم کرنا ہے لیکن یہاں صورتِ حال یہ بن رہی ہے کہ دونوں کی مفاہمت ہو رہی ہے۔

تازہ خبر یہ ہے کہ حزبِ اقتدار اور حزبِ اختلاف دونوں کی مفاہمت ہو رہی ہے، جس کیلئے کمیٹی بن گئی ہے۔ چلو دس سال تو گزر چکے ہیں دس سال اور گزر جائیں گے۔ اب یہ دس سال بڑھانے کا آئینی مسئلہ ہے۔ کیونکہ مالیاتی قوانین کے مستثنیٰ ہونے کی دس سالہ مدت آئین میں ہے اور آئین میں کوئی بھی ترمیم دو تہائی اکثریت سے ہو سکتی ہے، اس لئے مسئلہ بڑا نازک ہے۔ اگر اب اپوزیشن ساتھ نہیں دیتی تو دو تہائی تعداد پوری نہیں ہوتی۔ اس لئے اپوزیشن سے مفاہمت کی پینگیں بڑھائی جا رہی ہیں۔ عوام چونکہ ان قانونی باریکیوں سے آگاہ نہیں ہوتے اس لیے اُن کے خلاف سازش ہو رہی ہے۔

اَب اسلامی جمہوری اتحاد کا امتحان ہے کہ تم تو کہتے تھے کہ پیپلز پارٹی کی حکومت نے اسلام کا ستیاناس کر دیا ہے۔ یہ اسلام کی دشمن ہے۔ لیکن اپوزیشن تو اسلام کی ٹھیکیدار ہے۔ اب اسلام کے ٹھیکیداروں کا امتحان ہے کہ اپنے دُنیاوی مفادات کو دیکھتے ہیں یا اسلام کو ـــ !

اور قرآنِ پاک کی وہ آیت نویں پارے کی جو مَیں نے آپ کے سامنے پڑھی وہ بالخصوص دونوں سے مخاطب ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ط (سورۃ الأنفال)

"اے ایمان والو! جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی کوئی دعوت آجائے اس امر کے لئے جس سے تمھیں زندگی مل رہی ہوتی ہے تو اُس کو فوراً قبول کر لیا کرو"

وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ -

"یہ جان لو! (کہ اگر انسان اس طرح کی دعوت کا موقع پائے اور قبول نہ کرے) تو پھر اللہ تعالیٰ انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتے ہیں کہ پھر موقع ہی نہیں ملتا"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن یہ بات بھی اب اتنی ہلکی ہوگئی ہے کہ ہم نے بار بار موقعے گنوائے ہیں۔ کہتے ہیں انسان کی غلطیوں کی تلافی ایسے ہوسکتی ہے کہ انسان کوئی قربانی دیتا ہے تو اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ غلطیاں معاف کردیتا ہے۔ واقعی ہم نے بار بار عہد شکنی کی ہے۔ ہم پر جب مصیبت آتی ہے تو اسلام کا نام لیتے ہیں، لیکن جب وہ مصیبت ٹل جاتی ہے تو پھر وہی رستے دھار لیتے ہیں۔ اب اگر اس اپوزیشن کی یہی صورت حال رہی جو اسلام کے ٹھیکیدار بنتے تھے اور کہتے تھے کہ پیپلز پارٹی والے اسلام کے دشمن ہیں۔ اس طرح سے اسلام کے اگر وہ دشمن بن گئے کہ جو قدم اٹھایا جاچکا ہے اسے ختم کرنے کے لئے یہ دونوں اکٹھے ہوگئے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ دونوں اسلام کو اپنے مفادات کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ عوام کو اس سے آگاہ کیا جائے۔

ہمارے نزدیک تو دس سال کی جو مدت مقرر ہوگئی تھی وہ بھی غلط تھی۔ اسلام کا جب کلمہ پڑھ لیا جاتا ہے تو اسی وقت اللہ کا حکم نافذ ہوجاتا ہے۔ لیکن چلئے اگر ایمان کی کمزوری کی بناء پر دس سال کی مہلت دے دی گئی تو اللہ تعالیٰ نے اب وہ مہلت بھی ختم کردی۔ اب تو پچیس جون کو وہ مدت ختم ہوجائے گی۔ یہ اب سوچ رہے ہیں کہ دس سال اور مقرر کردو، پھر دیکھا جائے گا۔

اس دفعہ ہمیں یہ دھوکا نہیں ہونا چاہیے، ہر شخص اپنے طور پر جتنی بھی آواز بلند کرسکتا ہے وہ بلند کرے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ جیسے مہنگائی ہوتی ہے لوگ سڑکوں پر نکل آتے ہیں۔ تو پھر تمام ٹیکسز اور ساری سکیمیں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اس طرح سے جب عوام کو سمجھ آگئی کہ اسلام کے ساتھ یہ دونوں دشمنی کررہے ہیں تو انشاء اللہ یہ دونوں ڈول جائیں گے۔

بے نظیر کو اگر یہ باور کرانا ہوتا ہے کہ وہ مسلمان ہے تو وہ بھی عمرے کرتی ہے۔ اس ملک کے مسلمانوں کو اسلام سے لگاؤ تو ہے ہی۔ یہ الگ بات ہے کہ اسلام پر عمل پیرا نہیں ہیں اسلام سے ایک جذباتی لگاؤ ضرور ہے۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان بننے کے وقت جو قربانیاں دی گئیں، اب بھی اسی کا تسلسل ہے۔ اور یہ سلسلہ برابر چل رہا ہے۔ کشمیر میں اور افغانستان میں بھی ایسے واقعات جب سامنے آتے ہیں کہ نوخیز نوجوان اللہ کے دین کے لئے، اللہ کے نام پر، اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کے لئے اپنی جانیں قربان کرتے ہیں تو واقعی اس وقت احساس ہوتا ہے کہ اسلام کتنا قیمتی ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حال ہی میں ایک واقعہ ہوا ہے جس سے آپ کا بھی تعلق ہے لیکن شاید آپ میں سے بہت سے لوگوں کو علم نہ ہو۔ صرف تین دن پہلے ہمارے قابلِ فخر عزیز مولوی محمد خالد سیف جو الحمدللہ جہادِ افغانستان میں بڑی دلچسپی لیتے تھے یہیں سے فارغ ہو کر یہاں دفتر میں ناظم بھی ہے۔ جلال آباد محاذ پر شہید ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم میری یہاں عدمِ موجودگی میں جمعہ کا خطبہ بھی دیا کرتے تھے۔ محاذِ جنگ پر عین گولیوں کے بوچھاڑ میں انہوں نے اپنی چھاتی پر گولی کھائی۔ اور اسی وقت شہادت پا گئے۔ اللہ تعالیٰ قبول کرے۔

ظاہر بات ہے کہ ایک پہلو تو بڑے افسوس کا ہے کہ صرف ڈیڑھ سال قبل شادی ہوئی چار ماہ کی بچی ہے۔ پیچھے جوان بیوی اور بوڑھے ماں باپ ہیں یہ صدمہ دیکھا تو نہیں جا سکتا لیکن یہاں شہادت کے بعد جب انہیں لایا گیا۔ شہید کے لئے نہ غسل ہے نہ کفن اور نہ ہی نمازِ جنازہ، ہم نے صرف دعا کی۔ جس نے بھی سنا چلا آیا۔ ہائی کورٹ کے جج صاحبان بھی آئے دیگر احباب بھی۔ بعد میں اپنے تاثرات بیان کرنے لگے کہ بظاہر ایک نوجوان کی موت ہر اعتبار سے افسوسناک ہے۔ لیکن کسی کے منہ سے یہ بات نہیں سنی کہ ایسی موت افسوس کا مقام ہے۔ بلکہ ہر ایک یہی کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو ایسی موت دے۔

مَیں نے کہا، دیکھنے میں تو موت ہے، پورا جسم خون میں لت پت ہے۔ دِل پہ گولی لگی، لیکن ہر ایک رشک کر رہا ہے۔ کیوں نہ ہو! یہ ایک ایسی موت ہے کہ سید المرسلینؐ امام المتقینؐ وہ بھی اس موت کی آرزو کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اگر مجھے موقع دیں تو مَیں شہید ہو جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید ہو جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں اور شہید ہو کر آؤں۔

واہ واہ! یہ ایسی موت ہے جس کی آرزو بڑے بڑے انبیاء کرتے تھے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی جابر رضی اللہ عنہ کو مغموم حالت میں دیکھا۔ حضرت جابرؓ ایک بھائی اور نو بہنیں تھیں۔ باپ جنگِ اُحد میں شہید ہو گئے۔ مگر یہ ابھی چھوٹی عمر کے تھے۔ بہنوں کا بوجھ محسوس کرتے تھے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑا غمگین پایا تو فرمایا: جابرؓ! تمھیں خوشی کی بات نہ سناؤں۔ کہنے لگے، ضرور سنائیے، فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آج تک کسی سے آمنے سامنے بات نہیں کی تیرے باپ سے اللہ نے سب پردے اُٹھا کر ملاقات کی اور کہا: اے عبداللہ تو کچھ چاہتا ہے، تیری کوئی خواہش ہو، جابرؓ کے باپ کہتے ہیں، اے اللہ! جنت کے ملنے کے بعد اور کیا خواہش ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں، کوئی خواہش ہو تو بتاؤ۔ کہنے لگے،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ! اگر پوری ہو سکتی ہے تو پھر ایک خواہش ہے کہ دُنیا میں دوبارہ بھیج، اور پھر تیرے راستے میں شہید ہو کر آؤں۔

تو یہ شہادت اتنی لذت کی چیز ہے کہ دیکھنے میں تو یہ خُون ہے، خُون سے بھرا ہوا جسم۔ لیکن جہاد کی مشقتوں میں اتنی لذت ہے کہ شہد میں وہ لذت نہیں ہے۔ پانی میں وہ مزا نہیں۔ یہ چیز اللہ تعالیٰ ہر ایک کو نصیب کرے۔ آمین!

تو بتانا یہ چاہتا ہوں کہ یہ سب قربانیاں استحکام پاکستان کی ہیں اور انھیں قربانیوں کا نام پاکستان ہے۔ پاکستان اینٹوں کا نام نہیں اور نہ ہی اس مٹی کا نام ہے۔ پاکستان ایک پاک جگہ کا نام ہے جو پاک ہوگی وہ پاکستان اور جو پاک نہیں وہ پاکستان نہیں خواہ پاکستان کا دِل ہی کیوں نہ ہو۔ اس لئے ہمیں تو پُوری دُنیا کو پاکستان بنانا ہے۔ اور اسی کیلئے ہم نے قربانیاں دی ہیں، اور اب بھی قربانیاں دینے کے لئے تیار ہیں۔

پھر سُن لیجئے کہ ہمیں اگر پاکستان کے لئے قربانی دینا پڑی تو ہر قسم کی قربانی دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عہد و پیمان پورا کرنے کی توفیق دے۔

آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

قارئین کرام توجّہ فرمائیں

- قلم کار حضرات علمی، تحقیقی اور اصلاحی مضامین ارسال فرما کر "محدث" کو مزید معیاری بنانے میں تعاون فرمائیں۔
- مضمون نگار مضامین کاغذ کی ایک جانب خوشخط اور واضح الفاظ کے ساتھ لکھیں۔
- ماہنامہ "محدث" کے پانچ خریدار مہیا کرنے والے کو ایک سال تک ماہنامہ "محدث" اعزازی جاری کیا جائے گا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ